ڈاکٹر محمد ارشد اویسی/سمیرا اکبر

سندھی زبان کی تدریس کے لیے مسودہ قانون 1972 - دستوری، علمی تناظر میں

Mother tongue is natural to be loved by everybody. All nations promote their mother tongue .Sindhi is mother tongue of the people of Sindh. In 7th july 1972 a Bill relating to implimentation and promotion of Sindhi language in province of Sindh, was presented in in the Sindh assembly. The Bill was titled as " Teaching, promotion and use of Sindhi language". The artical discussed the linguistic problems of Muhajirs and Sindhis in Sind. The Bill was discussed in detail. Eleven opposition mimbers out of eighteen, and two PPP members (Urdu speaking) walked out from assembly against this Bill, Shah Fareed-ul- Haq want to amended the Bill but it was rejected . Finally the language Bill approved by the provincial assembly of Sindh.

باب الاسلام سندھ پاکستان کا وہ خطہ ہے جو صدیوں سے تاریخ و صحافت، تہذیب و تمدن، علوم فنون کا مرکز اور تصوف اور روحانیت کا گہوارہ رہا ہے۔ اس حقیقت کی زندہ شہادتیں آج بھی تاریخی عمارتوں، قدیم مسجدوں، بزرگانِ دین کی درگاہوں، پرانے کتب خانوں، قدیم سکوں اور بہت سے دیگر نقوش اور آثار سے ملتی ہیں۔ سندھ کی زمین بزرگانِ دین کی سرزمین ہے۔

آریہ قوم نے جب سندھ کی وادی پر قدم رکھا تو اس کا نام 'سندھو' رکھا۔ سندھوان کی زبان میں دریا کو کہتے ہیں اور اسی دریا کی نسبت سے پورے ملک کو سندھو اور پھر سندھ کہنے لگا۔[1] 28 سال (1908ء تا 1936ء) کی طویل جدوجہد کے بعد 1935ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے سیکشن 40(3) کے تحت سندھ کو بمبئی سے الگ صوبہ بنا دیا گیا۔ سندھ کا وہ حصہ جو برٹش گورنمنٹ کے زیر فرماں تھا۔ ۱۸۸۱ میں اس کا کل رقبہ ۴۸۰۱۴ میل مربع تھا۔ اور ریاست خیر پور کے قبضہ میں ۶۱۰۹ میل مربع زمیں تھی کل ملا کر سندھ کا رقبہ ۵۴۱۲۳ میل مربع ہوا لیکن موجودہ رقبہ ۴۸۴۸۴ مربع میل ہے۔[2]

یہاں کی موجودہ زبان سندھی ہے جس میں قدیم زبان کے ساتھ عربی اور فارسی کے لفظ ملے ہوئے ہیں یہ زبان عربی حروف میں لکھی جاتی ہے، شمالی اور جنوبی علاقوں کا لہجہ الگ الگ ہے اور تھار علاقے کا لہجہ ان دنوں سے مختلف ہے۔ اس کے علاوہ سندھ میں بروہی، بلوچی، گجراتی، کچھی، مری، مکرانی، انگریزی اور اردو زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔ جس خطے میں انسان پیدا ہوتا ہے، اس خطہ ارض، اس کی ثقافت، تہذیب و تمدن سے دلی وابستگی ایک فطری عمل ہے۔ زبان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ انسان اپنی مادری زبان سے جذباتی طور پر وابستہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سندھی زبان، سندھی شناخت کی ایک علامت ہے اور سندھی نیشنل ازم کا اہم حصہ سمجھی جاتی ہے۔

قائداعظم کے چودہ نکات میں سے ایک نقطہ یہ بھی تھا کہ سندھ کو بمبئی پریزیڈنسی سے الگ کر دیا جائے۔ سندھی مسلمانوں کے نمائندہ سر غلام حسین ہدایت اللہ نے گول میز کانفرنس (۱۲ نومبر ۱۹۳۰۔ ۱۹ جنوری ۱۹۳۱) میں کہا کہ سندھ جغرافیائی اور لسانی لحاظ سے ایک الگ صوبہ ہے۔ سندھی زبان کے سوال پر کہا۔

> I come to the Director of Public Instruction ... Does he know Sindhi? Even some of the Inspectors of education do not know Sindhi, the language of the place, through most of the civilians are required to pass the examination."[۳]

تقسیم کے بعد مہاجرین بہت بڑی تعداد میں سندھ آئے، ان میں سے بیشتر مہاجر سندھ کے بڑے شہروں میں قیام پذیر ہوئے ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں مہاجرین کی تعداد 9.8 فیصد ہوگئی۔ اور سندھ کے شہروں میں یہ تعداد درج ذیل ہوگئی۔

شہر	کل آبادی	مہاجر	مہاجروں کی فیصد تعداد
کراچی	10,64,557	6,12,680	57.55
حیدرآباد	2,41,801	1,59,805	66.08
سکھر	77,026	41,791	54.08
میرپورخاص	40,412	27,649	68.42
نوابشاہ	34,201	18,742	54.79
لاڑکانہ	33,247	11,767	35.39 [۴]

مہاجرین میں شرح خواندگی سندھیوں سے زیادہ تھی۔ 1951 کی مردم شماری کے مطابق سندھ میں شرح خواندگی 13.2 تھی جبکہ مہاجروں کی شرح خواندگی 23.4 فیصد تھی۔ اس لیے مہاجروں کو اعلیٰ ملازمتیں مل گئیں۔ اور مہاجر سندھ کے شہری علاقوں میں ایک موثر گروپ بن گئے۔ چونکہ مہاجروں کی زبان اردو تھی، اس لیے سندھی اور اردو بولنے والوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کی تجویز بھی آئی جسے سندھ قانون ساز اسمبلی نے مسترد کردیا۔ اس فیصلے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ''یونیورسٹی آف سندھ'' کو حیدرآباد میں منتقل کردیا گیا۔ پھر 1952 میں ایک الگ یونیورسٹی کراچی میں بنی، جس نے اردو کو سندھی سے زیادہ فروغ دیا گیا۔ 58-1957 میں 'یونیورسٹی آف کراچی' نے امتحانات کے جواب کو سندھی زبان میں جواب دینے سے منع کردیا۔ سندھ میں اس وقت بھی پانچ ہزار سندھی بولنے والے تھے۔، جنھیں اس اعلان سے صدمہ پہنچا۔ اس وقت کے سندھی اخبارات نے بھی اس کی مذمت کی۔ اس طرح سندھی بولنے والوں میں ایک احساسِ محرومی پیدا ہو گیا۔ 1955ء میں مغربی پاکستان کو ون یونٹ بنادیا گیا۔[۵] سندھی Nationalists نے اسکی بھی مخالفت کی کیونکہ اس سے ان کا احساس محرومی اور بڑھ جاتا۔[۶] اردو پریس نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ سندھیوں کے لیے سندھی سے زیادہ اردو موثر ہے۔ 9 نومبر 1962 کو پورے سندھ میں ''سندھی ڈے'' منایا گیا۔[۷] اس طرح بمبئی سے چلی ہوئی ''سندھی لینگویج موومنٹ'' نے ''سندھی اردو تنازع'' کی حیثیت اختیار کرلی۔

درمحمد اوستو (وزیر تعلیم) کے مطابق 1954 میں سندھ میں 76 سندھی میڈیم اور 187 اردو میڈیم سکول تھے۔ جن میں سے لڑکیوں کے 11 سندھی سکولوں کو اردو میں بدل دیا گیا، کیونکہ طالبات کی تعداد ناکافی تھی۔[۸] اور اس دور میں 30 سندھی سکولوں کو بند بھی کردیا گیا۔[۹]

1966ء میں بھی ذریعہ تعلیم اور امتحان کو لے کر ایک اور بحث چھڑی۔ طالبعلموں کے ایک گروہ نے سندھی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا مطالبہ کیا۔ سندھی پریس نے ان طالبعلموں کا ساتھ دیا۔[۱۰] یونیورسٹی آف سندھ کی سنڈیکیٹ نے 1970ء میں فیصلہ کیا:

"Sindhi be adopted as the offical language and language of internal correspondance."(۱۱)

اسی طرح سندھی زبان کوفروغ دینے کے لیے اور بھی آوازیں اٹھائی گئیں۔مہاجر طالبعلموں نے 9 جنوری 1971 میں اوراس کے بعد بھی نواب شاہ، میر پور خاص اور حیدرآباد میں جلوس نکالے،سندھی طالبعلموں نے اس کے جواب میں جلوس نکالے اوران میں علامہ اقبال کی تصاویر بھی جلائی گئیں،کیونکہ علامہ اقبال متحدہ پاکستانی قومیت کی علامت ہیں۔مہاجر طالبعلموں نے انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی کی کتابیں جلا دیں۔صورت حال اس وقت اور خراب ہوگئی جب 27 جنوری 1971 کو بسیں جلائی گئیں۔اور یہ ڈیمانڈ کی گئی کہ سارے سائن بورڈ اردو زبان میں لکھے جائیں۔انگلش سائن بورڈز کو بھی تباہ رکردیا گیا۔صورتحال کو معمول پر لانے کے لیے حیدرآباد اور کراچی میں مختلف مقامات پر فوج کو بلایا گیا اور کرفیو لگا دیا ہے۔

ان حالات میں 1971ء میں سقوط ڈھاکہ کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت آ گئی،اور سندھ کے وزیراعلی ممتاز علی بھٹو بنے۔ جنھوں نے سندھی زبان کو ون یونٹ سے پہلے والا مقام دلانے کا وعدہ کیا تھا۔برسراقتدار آنے کے بعد انھوں نے صوبے میں انتشار پیدا کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا:

" If i had ten lives , all those would be sacrifice over the name of Sindh".(۱۲)

اس کے ساتھ ساتھ مہاجر خصوصی طور پر کراچی یونیورسٹی کے طلبا نے مطالبہ کیا کہ اردو کو بھی سندھی کے ساتھ دفتری زبان بنایا جائے۔29 جون 1972 کو گورنر سندھ میر رسول بخش تالپور نے مہاجروں کو یقین دلایا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کیا جائے گا۔بالآخر سندھی زبان کی تدریس،فروغ اور استعمال کا بل 3 جولائی 1972 کو قانون ساز اسمبلی کے ممبرز کو دے دیا گیا۔یہ بل 5 جولائی 1972 کو ڈاکٹر اشتیاق حسین (جو کہ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے اور اردو زبان کے حامی تھے) کے گھر زیر بحث رہا۔(۱۳) پاکستان کے تینوں آئینوں میں اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا ہے۔

7 جولائی 1972 کا دن سندھ کی تاریخ میں لسانی حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے اس دن سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال کا قانون(۱۴) صوبائی اسمبلی سندھ سے منظور ہوا۔اس دن کی کارروائی ۱۱۴ صفحات پر مشتمل کارروائی (مباحث) اپنے اندر سندھی اور اردو کے تعلق اور مسائل کی پوری داستان کو سمیٹے ہوئے ہے۔اس اجلاس میں 56 اراکین اسمبلی نے شرکت کی،جبکہ بحث میں 26 ارکان نے حصہ لیا۔مباحث کے آغاز کے صفحہ پر چار زبانیں موجود ہیں۔شروع میں درج ذیل انگریزی تحریر ہے۔

"Provincial Assembly of Sind

Budget session of the provincial assambely of Sindh

(Second session)

Friday, the 17 July, 1972

the assembely met at the Assembly chamber, Karachi at 11:30 A.M of the clock. Mr G. S. Kehar in the chair."(۱۵)

عربی زبان میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کی گئی۔اور پھر اس کا اردو اور سندھی ترجمہ پیش کیا گیا۔

سید قائم علی شاہ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے سندھی زبان کے مسودہ قانون کو قواعد سے ہٹ پیش کرنے کے لیے قواعد کو معطل کرنے کی تحریک پیش کی۔لہٰذا قواعد معطل کرنے کی تحریک پیش ہونے کے بعد منظور ہوگئی اور قواعد معطل ہوگئے تاہم

جناب ظہورالحسن بھوپالی نے اس کی شدید مخالفت کی۔

اس روز اس پر غور وخوض کے لیے بھی قواعد معطل کئے گئے۔ وزیر اعلیٰ جناب ممتاز علی بھٹو نے اس مسودہ قانون کی اہمیت و افادیت پر انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"May i before the introduction of the bill, Mr Speaker, with your permission, explain to the House that this procedure is being adopted because the topical issue today is the Language Bill and it is foremost in the mind of everybody. We have been working on this and we have been discussing it since yesterday, not to count earlier discussion and effort to work out a solution. I think the the meximum amount of time should be given for this purpose rather than to other technical item before the house. So, from that point of view and because we want complete and full debate on this issue and we want an apportunity to remove all misunderstandings that are cropping up everywhere, we feel that the maximum time should be given that right in the beginnig a situation had arrisen here which was totally undesireable. But if we are going to conduct this debate in that fashion then we will not get anywhere. There is not fight, quarrel. everybody has a right to express his views. We want to explain our pont of view. The opposition has every righ to express their,s. I think, we wil be ableto do this in friendly, peaceful, democratic, and parliamentery manner. Thank you."[۱۶]

سید سعید حسن نے مسودہ قانون پر بات کرتے ہوئے کہا:

''جناب اسپیکر صاحب یہ بل جو وزیر قانون نے پیش کیا ہے، غیر آئینی ہے اور چونکہ میں نے اس ایوان کے ممبر کی حیثیت سے حلف اٹھایا ہے کہ میں آئین کے ساتھ وفادار رہوں گا اور آئین کی حفاظت کروں گا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ آئین کے منافی ہے اس لیے کہ آئین کی شق نمبر (۲۶۷) میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ جب تک نیشنل لینگوئج نہ ہوگی اس وقت تک اس کے ایڈیشن میں کوئی چیز نہیں ہوگی۔''[۱۷]

اس کا جواب دیتے ہوئے سید قائم علی شاہ نے کہا کہ یہ ''لینگوئج بل ہے لینگوئج نہیں''[۱۸] لیکن سید سعید حسن نے اسے illegel کہہ کر واک آؤٹ کر دیا۔ جبکہ سید قائم علی شاہ وزیر قانون اور پارلیمانی امور نے اس مسودہ قانون کو سندھی عوام کی امنگوں کا ترجمان قرار دیا۔ اور اس پر تفصیل سے سندھی میں خطاب کیا۔ شاہ فرید الحق نے اس سلسلہ میں کہا کہ لا منسٹر کی تقریر جتنی بھی ہوئی وہ تقریر بہت اچھے انداز میں انہوں نے فرمائی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تقریر سے کسی کو بھی یا اور لوگوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تقریر تو ان لوگوں کے سامنے ہونی چاہیے جو سندھی زبان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ انہوں

نے کہا:

''ہمارا مطمح نظر یہ ہے کہ اردو اس صوبے کی اور ملک کی قومی زبان ہے۔ اس لیے ہمارا قصور نہیں ہے کہ ہم نے اسے قومی زبان کیوں بنایا، اگر قصور ہے تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کہ انہوں نے اردو کو قومی زبان کیوں قرار دیا۔ (۱۹) ہم نے یہ بھی نہیں کہا کہ سندھی کو قومی زبان نہ بنایا جائے۔ ہم آج سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر مرکزی اسمبلی چاہے کہ پاکستان کی جتنی زبانیں ہیں انکو قومی زبان قرار دے دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے، قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کہ انہوں نے اردو کو قومی زبان کیوں قرار دیا۔ قائداعظم نے اردو کو قومی زبان قرار دیا اور اس زبان کی بنیاد رکھی ہے'' (۲۰)

شاہ فرید الحق نے مزید کہا کہ سرسید نے ۱۸۶۷ء میں دوقومی نظریہ کی بنیاد رکھی۔ جبکہ ہندوؤں نے بنارس میں اردو کی مخالفت کی۔ یہ آپ ان کی روح سے پوچھیے کہ انہوں نے دوقومی نظریہ کی بنیاد کیوں رکھی، کیا اس لیے کہ اردو غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا نشان بن چکی ہے۔ اور پاکستان بھی دوقومی نظریہ کے تحت وجود میں آیا۔

دوسری بات یہ کہ کراچی رہنے والے یا دوسرے شہروں یا دوسری جگہ کے رہنے والے جو اردو بولنے والے ہیں اور جن کی معتد بہ تعداد یہاں موجود ہے اور آپ کو معلوم ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سندھ میں اردو کے کتنے بولنے والے ہیں کتنے اردو کو سمجھنے والے ہیں اور کتنے اردو لکھنے والے ہیں اردو صرف کراچی میں، حیدرآباد میں، سندھ میں، سکھر میں اور نواب شاہ ہی میں نہیں بولی جاتی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جتنے حضرات بیٹھے ہیں کیا وہ ایمان سے بتا سکتے ہیں کہ وہ اردو تقریر کو نہیں سمجھتے اور کیا اردو نہیں بول سکتے؟ ہمارے ساتھ ایک دقّت ضرور ہے اور اس میں بھی ہمارا قصور نہیں ہے۔ سندھی زبان کو تحفظ دینے کے بارے میں شاہ فرید الحق نے کہا:

''ایوب حکومت نے اختلاف پیدا کرنے کے لیے سندھی زبان کو اسکولوں میں لازمی ہونے سے ہٹایا۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ سندھ کو کراچی یا حیدرآباد میں جتنے سکول بنے وہاں اردو کے ساتھ لازمی نہ کیا جائے اور اس وجہ سے ہمیں تھوڑی سی دقّت محسوس ہو رہی ہے کہ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے ہم جانتے ہیں کہ یہ بھی مسلمانوں کی زبان ہے اور ہم اسے سینے سے لگانے کے لیے تیار ہیں ہمارا مطمع نظر یہ ہے کہ سندھی زبان کو ضرور قانونی زبان بنائیں اور اسے قانونی تحفظ دیں لیکن آپ نے جس آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے اس میں یہ ہے کہ آپ کسی صوبائی زبان کو اردو کے ساتھ In addition to Urdu قانونی شکل دے سکتے ہیں اس کی ترقی و ترویج اور تعلیم کے لیے کوشاں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہی چاہتے ہیں کہ اردو جو پاکستان کی قومی زبان ہے اور اسے چاروں صوبوں کی اکثریت بولتی، پڑھتی اور سمجھتی ہے اسے بھی یہاں کی سرکاری زبان ہونا چاہیے اور اردو کو بھی وہی تحفظ دیں جو سندھی کو تحفظ دینا چاہتے ہیں'' (۲۱)

شاہ فرید الحق نے اس سلسلے میں مزید کہا کہ سندھی کو چوتھی جماعت سے بارہویں جماعت تک لازمی قرار دے دیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ اس کو پہلی جماعت سے لازمی جماعت سے لازمی قرار دے دیں تب بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ سندھی کو دفتروں میں نافذ کریں۔ اسمبلی میں نافذ کریں، گھروں میں نافذ کریں، سڑکوں پر نافذ کریں لیکن ساتھ ہی ساتھ اردو کو بھی نافذ کریں اگر ایسا نہ ہوا تو یہ ناممکن العمل ہو جائے گا۔ ہم نے جتنی بھی اس سلسلے میں ترامیم دی ہیں اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ سندھی کو اس مقام سے گرا دیا جائے اور اس کو نیچا دکھایا جائے، یا کسی سرکاری زبان کو ایسا بنا دیا جائے جس سے سندھی ختم ہو جائے ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ دونوں مسلمانوں کی زبانیں ہیں آپ ایسے اقدامات کریں کہ جن سے اردو کو تحفظ دیا جا سکے۔ اس سلسلے میں ہم نے جو ترجیحیں پیش کی ہیں وہ آئین کے تحت پیش کی ہیں، ہم نے اس سے پہلے جو تقریریں سنی اس

میں ہم نے یہاں یہ بھی دیکھا کہ اگر کوئی شخص جس کو آپ پرانا سندھی کہتے ہیں اردو میں تقریر کرنے لگتا تھا تو اسے حزب اقتدار کی طرف سے سندھی بولنے پر مجبور کیا جاتا تھا لیکن آپ کوئی مثال پیش نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص سندھی میں تقریر کر رہا ہو تو ہم نے اس سے کہا ہو کہ National language should be given prefrence and you should speak in Urdu. اس سے آپ کے ذہن کا پتا چلتا ہے کہ اردو کی قیمت پر سندھی کو نافذ کر دیا جائے اس لیے میں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ خدا کے لیے مسلمانوں کو تفریق سے بچانے کے لیے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے مسلمانوں کو ایک کرنے کے لیے سندھی زبان کو ترقی دینے کے لیے دونوں زبانوں کو آپ اس صوبہ میں مساوی درجہ دیں اگر آپ مساوی درجہ نہ دیں گے تو ظاہر بات ہے تو اس سے ایک بہت بڑی اکثریت جو اردو بولتی ہے پڑھتی ہے اور سمجھتی ہے دل پر برا اثر پڑے گا۔ اور آپ یہ جو فرماتے ہیں کہ اردو قومی زبان ہے میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کو صوبہ میں کوئی تحفظ دیا جائے گا کہ نہیں اس کی ترقی کے مواقع بہم پہنچائے جائیں گے یا نہیں، اس کی مثال یہی ہے کہ گویا آپ نے اسکو ایک بوتل میں سجا کر رکھ دیا گیا ہے۔ یا یہ کہ ایک دروازہ بہت خوبصورت بنا ہوا ہے مگر جب اس کے اندر داخل ہو تو کچھ بھی نہیں۔ دروازہ پر صرف لکھنے سے کام نہیں چلتا بلکہ اس کو باقاعدہ طور پر عملی حیثیت بھی دی جائے یہاں اردو اور سندھی دونوں نافذ ہو جائیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی معقول شخص کو یہاں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ ہمارا صرف مطمح نظر یہ ہے سندھی بھی مسلمانوں کی زبان ہے اور اردو بھی مسلمانوں کی زبان ہے، اگر دونوں زبانوں کو برابر تحفظ دیا جائے اور اس مسودہ قانون میں تھوڑی بہت ترمیم کے بعد اسے منظور کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ (۲۲)

ظہور الحسن بھوپالی نے مسودہ قانون پر رائے دیتے ہوئے کہا:

> ''میں اس مسئلہ میں سب سے پہلے تو قائد ایوان اور ان کے رفقائے کار سے یہ کہوں گا کہ ہمیں اور آپ کو جذبات کی رو میں بہہ کر سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کوشش ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کا نقطہ نظر سمجھنے کی کوشش کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ حزب اختلاف کی جانب سے ہمارا نقطہ نظر کبھی نہیں رہا کہ سندھی زبان کو سندھ میں اسکا جائز اور نمایاں مقام حاصل نہ ہو بلکہ ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ صوبہ سندھ میں سندھی کو Along with national language قومی زبان کے ساتھ سرکاری زبان ہونا چاہیے۔ ہمارا ہرگز مقصد نہیں ہے کہ خدانخواستہ سندھی کے مقام کو سندھی کی حیثیت کو گرا دیا جائے۔'' (۲۳)

اس مسودہ قانون پر مزید بحث کرتے ہوئے ظہور الحسن بھوپالی کہا کہ عبوری آئین ۱۹۷۲ کی دفعہ ۲۶۷ میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ کوئی بھی صوبائی مقننّہ کسی بھی علاقہ کی زبان کی ترقی وتعمیر، ترغیب ورواج اور اسکو نافذ کرنے کے لیے قانون بنا سکتی ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ ۲۶۷ کے کلاز ۲ میں یہ پابندی بھی لگا دی گئی ہے کہ یہ قانون In addition to the national language ہونا چاہیے میرے ایک دوست نے یہ کہا تھا کہ نیشنل language دو ہیں لیکن کلاز ۲ کے الفاظ بڑے صاف اور واضح ہیں۔ اس میں جہاں ریجنل language اور پراونشل language کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہاں کلاز ۲ (اے) میں نیشنل language کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں تو اس طرح قومی زبان کو جو مقام دستور کے تحت دیا گیا ہے، وہی مقام اس دستور کے تحت ہم قومی زبان کو یہاں بھی دینا چاہتے ہیں اس لیے نہیں کہ ہم نے یہ نہیں چاہتے کہ صوبہ سندھ کے مختلف طبقات کے درمیان کسی قسم کی غلط فہمی یا ایک دوسرے کے دل میں بغض یا دوری پیدا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی سندھی سے مخاصمت کا نعرہ بلند کرتا ہے تو ہمارا سب سے پہلے نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ہم سندھی زبان کا علم حاصل کریں گے ... ہمیں سندھی زبان سے اتنی ہی محبت ہے جتنی سندھ کے تمام باشندوں کو ہے۔ اور آخر ہم کس طرح اس سے محبت نہیں کر سکتے ہمیں شاہ عبداللطیف بھٹائی کی زبان کیوں کر پیاری نہیں ہو سکتی... قومی زبان کے اس مقام کو بحال رکھا جائے جو پاکستان

کے قومی دستور نے دیا ہے مجھے افسوس ہے کہ میرے بعض دوست اس معاملے میں زیادہ جذباتی ہو گئے ہیں اور انہوں نے سندھ کے نئے اور پرانے باشندوں کے آپس کی بعض غلط فہمیوں کا ذکر کیا ہے میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ کسی زبان کی ترقی وترویج کا یہ طریقہ نہیں ہوتا کہ کسی ایک طبقے میں اسے مقبول بنانے کی کوشش کی جائے اور کسی دوسرے طبقے میں اس سے بغض پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر آپ سندھی کو واقعی ایک ترقی یافتہ زبان کی شکل میں آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ آپ کو اس سلسلے میں اردو دان طبقے کی حمایت ہے تاکہ ہم سب سندھی سیکھ سکیں، سندھی پڑھ سکیں، سندھی بول سکیں، اور اپنی فہم وفراست کا مظاہرہ کر سکیں۔ اردو کے بارے میں اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے ظہور الحسن بھوپالی نے کہا:

> ’’میں صرف یہ کہوں گا کہ آج اس بل میں پاکستان کے عبوری دستور کی خلاف ورزی کی گئی ہے ورنہ ہمیں سندھی کے استعمال سندھی کو سرکاری زبان اور سندھی کو صوبائی بنانے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ آج اس صوبے میں یہ بل اگرچہ ابھی پاس نہیں ہوا ہے لیکن آپ کے سامنے ثبوت پیش کر سکتا ہوں کہ اسٹیٹ بنک کے چالان، عدالت کے سمن اور ڈپٹی کمشنروں کے گزٹ سے اردو کو دیس سے نکالا دے دیا گیا ہے میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں اور میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ بہت سے محکموں نے اردو میں اپنے گزٹ نوٹیفکیشن شائع کرنا بند کر دیئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر یہ صورتِ حال جاری رہی اور یہ بل پاس ہو گیا تو پھر دونوں طبقوں کے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوں گی اور وہ غلط فہمیاں سندھی کی ترویج اور ترقی میں رکاوٹ بنے گی، اور صوبے کی سلامتی اور خوشحالی میں بھی رکاوٹ پیدا ہوگی۔‘‘(۲۴)

ہم نے تو اطمینان کا سانس لیا تھا، کہ صدر مملکت بھٹو نے اپنی سانگھڑ کی تقریر میں نہایت زوردار الفاظ میں یہ اعلان کیا تھا کہ سندھی اور اردو دونوں ساتھ ساتھ چلیں گی ہم اب بھی یہی چاہتے ہیں ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں کے الفاظ In addition to national language میں subtitution کیا جائے۔ اس لیے آئین میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ میں ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے اردو کو قومی زبان بنانا پاکستان کی بنیادی ضرورت بھی ہے۔ اور یہ اردو دان طبقے پر کوئی چھوٹا یا بڑا احسان نہیں ہے اس لیے کہ پاکستان کی جو جغرافیائی حالت ہے اس میں مختلف صوبے اور مختلف زبانیں ہیں ان کے لیے ایک صوبائی رابطے کی زبان ہونا بے حد ضروری ہے۔ اور اس چیز کے پیش نظر اردو کو پاکستان کی سرکاری زبان بنایا گیا۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ آج پاکستان پیپلز پارٹی کے برسرِ اقتدار آنے میں سب سے اہم اور سب سے بڑا کردار اردو نے ادا کیا، اس لیے کہ صدر مملکت نے ہر کوچے اور ہر گلی میں پنجاب میں سرحد میں جا کر اردو میں تقریریں کیں... کراچی، حیدر آباد، سکھر اور مختلف شہروں میں عوام سے ملے ان سے پوچھیے ان کے تاثرات معلوم کیجئے۔ ہم خدا کی قسم یہ نہیں چاہتے کہ سندھ کے مختلف طبقوں میں کوئی تصادم ہو لیکن کچھ لوگ ایسی صورت حال پیدا کر رہے ہیں جس سے منافرت اور عصبیت کی خلیج وسیع ہوگی۔ لسانی مسئلہ زبان کا مسئلہ اسے جذباتی مسئلہ نہ بنائیں، اسے حقیقت پسندانہ انداز میں حل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ نے اس کو جذباتی مسئلہ بنا لیا تو جذبات، جذبات سے ٹکرائیں گے، عصبیت، عصبیت سے ٹکرائے گی منافرت، منافرت سے ٹکرائے گی۔ علاقائیت علاقائیت سے ٹکرائے گی، خدانخواستہ زبان، زبان سے ٹکرائے گی یہ اس صوبے کے لیے اس ملک کے لیے بدترین دن ہوگا۔(۲۵)

جی ایم سید نے مسودہ قانون پر انگریزی میں بحث کرتے ہو کہا:

> "Our obejevtion to that is this: if English is not replaced by Urdu for the next 20 years, that would mean that in Sind if this bill, as it stand, is passed, Urdu will have no place whatsoeer. it is only

English and Sindhi that would be used ... and Urdu will not be used at all."[۲۶]

مزید بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

"We have no animosity we have no enimity for Sindhi, and as my friend alreay made it clear, I would not dibeate on it. we have never uttered a word against sindhi. Now the same member has let the cat out of the bag by saying that National language means the language to be used at the centre and to be used for the correspondanc between the department so of the provincial Government and the central Government. That means that in officies and departments under the administrative control of Sind, Urdu will not be used... If the Sind is backward, if they want quotas,...who is responsiblw for the backwardness of sind. It was the elite of sindh... they did not let their sons go in for higher education. It is they who are responsbile not we."[۲۷]

سپیکر نے جی اے مدنی کو ٹائم ختم ہونے کا کہا تو انہوں نے مزید چند منٹ مانگے اور کہا:

" It was the united demand of the Muslims of sub-continent that sind be seprated from Bombay and made an independent province...now, he speak of mother tongue, but by the same token 5.5 million people of Sindh whose mother tongue are other than sindhi also should not be deprived of thier birth- right of protectin of their mother-tingue.[۲۸]

نواب مظفر حسین خان نے اس مسودہ قانون پر اظہار کرتے ہوئے کہا میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کی زبان اردو اور سندھی دونوں ہیں۔ سندھی کی ترقی ہونی چاہیے اگر وہ کچھ پیچھے رہ گئی ہے، یا اس میں کچھ کمی رہ گئی ہے اسکو پورا کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔ لیکن ان تقریروں کے بعد ہمارے بھائیوں نے جو تقریریں کی ہیں ان میں یہی کہا ہے کہ ہم لوگ سندھی کو کیوں قبول نہیں کرتے۔ ارے بھئی سندھی قبول تو کر چکے ہیں کتنی بار قبول کراؤ گے ایک سال پہلے میں نے اردو کی تحریک میں بورڈ آف سکینڈری ایجوکیشن حیدر آباد میں سندھی زبان کی پہلی جماعت سے بارہویں جماعت تک یکدم نافذ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ میں نے یہ تحریک چلائی کہ ہمیں اردو اور سندھی دونوں زبانیں چاہیں لہذا ہم نے کہا ہے کہ ہم سندھی سیکھیں گے۔ ہمارے بچے سندھی سیکھیں گے، لیکن پھر آپ کہتے ہیں کہ سندھی کیوں نہیں سیکھتے، ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے بچے بھی سندھی سیکھیں گے۔ آپ دیہاتوں میں میرے ساتھ چلیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ ٹنڈو آدم، شہداد پور اور حیدر آباد کے خطوں میں ہمارے بچے اس طرح سندھی بولتے ہیں کہ آپ بیان نہیں کر سکتے کہ بچہ سندھی ہے یا مہاجر یا پنجابی ہے۔ ہم لوگ اس علاقہ کی ہر چیز کی قدر کرتے ہیں ہر چیز کو اپنی سمجھتے ہیں۔ ہم پاکستان میں محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں ہم اپنے گھروں کو لٹا کر آئے ہیں۔[۲۹]

جناب کمال اظفر (وزیرخزانہ) نے اس ضمن میں کہا:

ہمارے کچھ ممبر حزب اختلاف (سانگھڑ کے) انہوں نے کچھ ایسی باتیں کی ہیں کہ میرا بھی دل دکھا ہوا ہے انہوں نے غداروں کی بات کی ہے ہم اردو بولنے والے کب غداری کر سکتے ہیں پاکستان کے ساتھ پاکستان کے لیے ہم نے یہ قربانی دی ہے ... اور آج ہماری اسمبلی میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں، نفرت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جونئی نسل ہے نفرت کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم اس ملک کی خدمت کے لیے آئے ہیں ہم لٹیرے نہیں ہیں ہم ڈاکو نہیں ہیں... سندھی زبان ایک قدیم زبان ہے۔ انگریزوں نے بھی سندھی کو رکھا۔ اس کے علاوہ اگر لوگ کہتے ہیں کہ اگر بلوچستان میں صرف اردو ہو سکتی ہے۔ اگر پنجاب میں صرف اردو ہو سکتی ہے تو پھر سندھ میں کیوں نہیں ہو سکتی۔ تو یہاں ایک فرق ہے کہ Sindhi is a language of literacy. سندھی ایک ایسی زبان ہے جس میں پڑھایا لکھایا جاتا ہے۔ Urdu is a language of literacy in N.W.F.P., and Baluchistanand Punjab.(۳۰)

کمال اظفر نے مزید کہا:

"This Bill says "that this act would be called the Sind: (Teaching, Promotion and Use of Sindhi Landguage) Bill 1972", which there demand was much greater. The demand was to make it an official language and a national language...there could not be two provincial languages. there had to be a provincial language and it had to be Sindhi, because Urdu has already occupied the status of a National language"(۳۱)

منیر احمد آرائیں نے اس سلسلہ میں کہا کہ میں وزیر قانون کو چیلنج کرتا ہوں کہ ہماری طرف سے پیش کردہ ترمیمات میں سے کوئی ایک ترمیم ایسی ثابت کر دیں، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ سندھ میں سرکاری زبان سندھی نہ بنائی جائے سیکشن 4 میں کہا گیا ہے کہ سندھی کی ترقی کے لیے ایک اکیڈمی قائم کی جائے گی۔ کیا ہم نے اس کی مخالفت کی ہے۔ نہیں ... ہم پر یہ الزام بھی لگایا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ سندھی بھائی تو سب اردو بول لیتے ہیں لیکن مہاجر سندھی کیوں نہیں بولتے۔ اس کے لیے میں ایک چھوٹی سی مثال پیش کروں گا، کوئی بھی شخص زبان لیکر پیدا نہیں ہوتا بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کی کوئی زبان نہیں ہوتی، وہ وہی زبان سیکھتا ہے جو اس کے گھر کے اندر اس کے والدین اور اس کے محلے والے بولتے ہیں۔ اسی طریقہ سے اگر کراچی حیدر آباد میں چاروں طرف ماحول اردو بولنے والوں کا ہو اور سندھی بولنے والوں کا ماحول ہی نہ ہو تو بتائیے کہ ہم سندھی کیسے سیکھ سکتے ہیں سکول، سے دیس نکالا ایوب خان نے دے دیا۔ شہروں میں سندھی بولنے کا موقع ہمیں نہیں تو پھر یہ شکایت بھی آپ کی جائز نہیں ... آپ لوگ اردو اسپیکینگ طبقے کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیں اور اگر صرف سندھی ہی کو سرکاری زبان بنانا چاہتے ہیں، تو کم از کم پانچ سال کا وقفہ ہم لوگوں کو دیں تاکہ ہم اور ہمارے بچے سندھی سیکھ سکیں۔(۳۲)

محمد عثمان کینڈی نے اس مسودہ قانون کو زیر بحث لاتے ہوئے کہا کہ جب برصغیر میں اقلیتی صوبوں نے قربانیاں دیں تو وہ پنجاب کے واسطے قربانی نہیں دی۔ سندھ کے واسطے قربانی نہیں دی۔ سرحد کے واسطے قربانی نہیں دی بلکہ صرف ایک مملکت کے واسطے قربانی دی۔ یہاں پر ایک ایسا آئین ہوگا کہ جہاں پر ہم خدا اور رسول کی آزادانہ پرستش اور پیروی کر سکیں خدا اور اس کے رسول کا آئین نافذ ہو اور یہاں پر ہماری قومی زبان اردو ہوگی۔ یہ میں نے نہیں کہا یہ یہاں کے سندھ کے باشندے قائداعظم

نے فرمایا۔ 1947ء میں حیدرآباد سندھ میں محترم بزرگ جی ایم سید نے اپیل کی تھی کہ اقلیتیں صوبوں کے مسلمانوں سے کہ آپ آکر سندھ میں آباد ہوں، یہاں کی معیشت کو سہارا دیں... یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے... مسلمانوں کی صرف ایک زبان ہے، جو حضور ﷺ جب اس دنیا میں وارد ہوئے جو ثقافت اپنے ساتھ لے کر آئے جو زبان لیکر آئے وہی ہماری ثقافت ہے۔ ہماری زبان ہے ہماری تہذیب ہے... زبان جب پھلتی پھولتی ہے اخوت محبت اور بھائی چارے پھلتی پھولتی ہے نفرت سے کوئی زبان بھی نہیں پھلتی۔ عداوت کسی بھی زبان سے متعلق ہو خواہ وہ اردو ہو یا سندھی اپنی موت آپ مرجاتی ہے۔ (۳۳)

افتخار احمد نے اس مسودہ قانون کے بارے میں کہا:

''حقیقت کو نظر انداز کر کے کوئی بھی قانون سازی مفید نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ صوبہ جس میں ہم رہتے ہیں اس میں دو طبقے ایسی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو مختلف زبانیں بولتے ہیں کسی بھی زبان سے محبت ایک فطری بات ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جسکی جو مادری زبان ہے، وہ فطری طور پر اس سے محبت کرتا ہے لیکن اگر اس کے اندر کوئی خرابی پیدا ہو سکتی ہے، تو وہ صرف اس وقت کہ ایک زبان کی محبت دوسری زبان کی نفرت پیدا کردے۔ اگر دو زبانیں بولنے والے ایک جگہ رہتے ہوں اور ان کے اندر وہ نفرت کی فضا موجود نہ ہو۔ مادری زبانوں کی محبت کوئی کشیدگی پیدا نہیں کیا کرتی۔ آج وہ لوگ جو کہ کسی زبان کے Champion بن کر دوسرے طبقوں کے اندر نفرت پیدا کرنے کی کوشش کریں ایسے میں حقیقتاً وہ ملک وقوم کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے... اگر تمام صوبے اسی طریقے سے اپنی مقامی زبانوں کو وہی قانون حیثیت دیتے چلے جائیں تو پھر وہ کونسا مقام ہے جہاں پر قومی زبان کی وہ حیثیت حاصل ہوگی۔'' (۳۴)

وزیر اعلیٰ ممتاز علی بھٹو نے مزید کہا:

When the wodrs : Subject to the provision of the constitution" are used, it is automatically implies that urdu is there; it is here in the province...this is sindi. It is the language of sind and it is going to be used in Sind. it is as simple as that."(۳۵)

محمد حسن حقانی نے اس ضمن میں کہا: ''ہم نے اس کی معتدل راہ نکالی وہ معتدل راہ صرف یہ ہے کہ سندھی کے ساتھ ساتھ اردو کو بھی اس کا مقام دیا جائے۔ جس سیکشن میں اس بل کے اندر سندھی کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ اردو کا بھی تذکرہ ہونا چاہئے... ہم نے یہ کہا کہ section VI میں اوپر کی عبارت جو Subject of the Provision of Constitution ہے اس کی بجائے یوں ہوتا چاہیے تھا۔

Government may take arrangements for the prograssive use of Sindhi Language in Offices and Deparments of the Government, Including Courts and assembly in addition to National Language.(۳۶)

مفتی محمد حسین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ زبان ہر انسان کو قدرت نے بخشی ہے، اور اس کے مختلف لغات آج انسانوں میں رائج ہیں۔ زبان مافی الضمیر کا اظہار ہوتی ہے۔ اسی دنیا میں سینکڑوں نہیں ہزاروں زبانیں موجود ہیں۔ کوئی زبان بذات خود قابل نفرت یا قابل محبت نہیں۔ اگر کسی زبان کے بولنے والے محبت کے ساتھ بولیں گے، تو یقیناً اس زبان کا فائدہ ہوگا اس کا اثر بھی ہوگا، اور اس زبان کے فوائد بھی ظاہر ہوں گے۔ (۳۷)

اس سلسلہ میں جناب بوستان علی ہوتی نے کہا:

جناب سپیکر آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون سے پوچھنے کی جسارت کرونگا کہ جب ایوب خان نے آپ کی سندھ زبان اور سندھی ثقافت کو ہمیشہ پس پشت ڈالا تو اس وقت آپ کی پارٹی کے پیپلز پارٹی کے تقریباً (75) فیصد ارکان ایوب کی کنونشن مسلم لیگ میں تھے اس وقت آپ نے تحریک کیوں نہ چلائی وزارتیں کیوں نہ چھوڑیں نیشنل اسمبلی کی ممبری کیوں نہ چھوڑی، صوبائی اسمبلی کی ممبری آپ نے کیوں نہ چھوڑی، یہ اس وقت آپکو کرنا چاہیے تھا، آپ کو اقتدار نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔ آپ کو اقتدار کی طرف نہیں جانا چاہیے تھا، آپ کو لات ماردینی چاہیے تھی۔ اگر آپکو زبان سے پیار تھا، آپ کو سندھ کی ثقافت سے پیار تھا... ہم سندھی اور اردو کی حمایت کرتے رہیں گے، اور ہمارا مطمع نظر رہے گا کہ سندھی اور اردو ساتھ ساتھ رہیں۔ (۳۸)

حاجی زاہد علی نے کہا یہاں اردو اور سندھی دونوں ہی رائج کی جائیں اور دونوں کو سرکاری زبان بنایا جائے۔ (۳۹)

انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں زبان کے معاملے کو صدر مملکت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوا گا۔
وزیر تعلیم جناب درمحمد اوستو نے مسودہ قانون نے بحث کرتے ہوئے کہا:

کہ سندھ کے اندر سندھ کی مادری، پدری، بولی آخری زبان سندھی ہی ہوسکتی ہے۔ اس لیے ہماری سندھ گورنمنٹ نے یہ ضروری سمجھا کہ ہم سندھی کی Teaching کے لیے سندھی کے Promotion کے لیے سندھی کے use کے لیے لازمی کوئی قانون مرتب کریں اس کو پاس ہونا چاہیے صاحب صدر یہ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ قانون ضروری ہو گیا تھا اور اگر آج ہم یہ بل نہ لاتے تو ہم سندھی کو بڑھا نہیں سکتے تھے سندھی کا Promotion نہیں کر سکتے سندھی کا use نہیں کر سکتے تھے۔ (۴۰)

نواب مظفر حسین نے کہا کہ سندھ یونیورسٹی کے جو حالات ہیں اس کی روشنی میں ہم یہ چاہیں گے کہ اردو یونیورسٹی بنائیں (۴۱) جناب عبداللہ شاہ نے Pakistan Year Book 1969 سے سندھی اور اردو زبان بولنے والوں کے اعداد و شمار پیش کیے اور ثابت کیا سندھی بولنے والے تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ (۴۲) مس تاج بی بی بلوچ کی اس بارے میں گفتگو بہت ہی متوازن تھی انہوں نے کہا:

Pakistan peoples party کے جو اصول تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے ... تمام مطالبات میں سے ایک مطالبہ صوبہ سندھ کا یہ بھی تھا کہ صوبہ سندھ کی صوبائی زبان سندھی ہوگی۔ کیونکہ جمہوریت پر ہم بھی اور آپ بھی ایمان رکھتے ہیں ... لہذا زبان کا جو بل پیش کیا گیا ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ صوبہ سندھ کی اکثریت کی زبان ہے اگر آپ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں جمہوریت پر ایمان ہے تو اس اکثریت کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دینا چاہیے۔ اور نہایت فراخ دلی کے ساتھ صوبہ سندھ کی زبان کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ (۴۳)

کوئی ایسا طریقہ کار جس سے اردو بولنے والے راردو لکھنے والے اور اردو پڑھنے والوں کو زحمت ہو یا ان کو اس سے کوئی رنجش ہوا ایسا نہ ہونا چاہیے۔ آگے چل کر ہمارا کوئی اس طرح کا پروگرام نہیں زبان چاہے وہ سچل سرمست کی ہو خواہ مخواہ عبداللطیف کی ہو یا شہباز قلندر کی ہو یا میر، غالب یا فیض کی ہو زبان انسانوں کو انسانوں سے پیار کرنا سکھاتی ہے نفرت کرنا نہیں سکھاتی۔ (۴۴)

سید قائم علی شاہ نے کہا:

" We have seen the fate of the last Constitution of 1956. How it flouted? What was the fate of that constitution? there are certian good provisions also in 1956 Constitution. What was the fate of it? Single person flouted the Constitution. so even if there are so many provisions and aif the excutive is not sincere, nothing will happen. I therefore, submit that this is a moderate bill... it is not going to harm anybody ad affect the rights of anybody even if one may be urdu-speaking or Gujrati-speaking."(۴۵)

مسودہ قانون سندھ (سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال) مصدرہ 1972ء کو شق وار پیش کرنے اور پاس کرنے کا مرحلہ آیا تو شاہ فریدالحق نے ایک ترمیم پیش کرنی چاہی لیکن انہیں ایسا نہ کرنے دیا گیا تو شاہ فریدالحق نے کہا:

"This is the dictatorshop we can,t protect illegal proceedings f the Assembly. We are going to walk ou. Here is the Bill, it is shameful on your own accord."(۴۶)

گیارہ اپوزیشن ممبران اور دو پی پی ممبران (اردو سپیکنگ) اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئے۔ سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال کے مسودہ قانون کی اسمبلی نے منظوری دے دی۔(۴۷)

(سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال)

مسودہ قانون سندھ (سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال) مصدرہ ۱۹۷۲ء

حصہ IV

صوبائی اسمبلی سندھ

اعلامیہ

کراچی مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۷۲ء

نمبر پی اے ایس/ قانون سازی۔ بی۔72/13________ مسودہ قانون سندھ (سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال) مصدرہ ۱۹۷۲ء مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۷۲ء کو صوبائی اسمبلی سندھ سے منظوری اور مورخہ ۱۶؍جولائی ۱۹۷۲ء کو گورنر کی توثیق کے بعد بذریعہ تحریر ہذا صوبائی مقنّنہ سندھ کے قانون کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔

قانون سندھ (سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال) مصدرہ ۱۹۷۲ء سندھ قانون نمبر ۲ بابت ۱۹۷۲ء (گورنر سندھ کی توثیق کے بعد سندھ گزٹ غیر معمولی مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۷۲ء کو پہلی بار شائع ہوا۔)

قانون:

بمراد اس امر کے کہ سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال کے لیے اقدامات کا اہتمام کیا جائے۔

تمہید:

ہرگاہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری آئین کا آرٹیکل ۲۶۷ اس امر کا اہتمام کرتا ہے کہ قومی زبان کے مقام پر اثر انداز ہوئے بغیر صوبائی مقنّنہ قانون کے ذریعے قومی زبان کے ساتھ ساتھ ایک صوبائی زبان کی تدریس فروغ اور استعمال کے لیے اقدامات کا اہتمام کرے اور ہرگاہ حکومت کے محکموں اور دفاتر میں سندھی زبان استعمال کی جاتی ہے اور ہرگاہ سندھی زبان

تعلیمی اداروں میں ایک لازمی مضمون تھی لیکن اسے مارشل لا حکام کے زبانی احکامات پر روک دیا گیا اور ہرگاہ یہ صوبہ سندھ کا فطری جذبہ اور خواہش ہے کہ سندھی زبان کی تدریس اور استعمال کو فروغ دیا جائے۔ لہٰذا بذریعہ تحریر ہذا مندرجہ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر عنوان آغاز نفاذ اور وسعت:

اس قانون کا نام قانون سندھ (سندھی زبان کی تدریس، فروغ اور استعمال) مصدرہ ۱۹۷۲ء ہوگا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا اور صوبہ سندھ پر وسعت پذیر ہوگا۔

2- تعریفات:

قانون ہذا میں، بجز اس کے کہ سیاق سے کچھ اور ظاہر ہو، مندرجہ ذیل اصطلاحات کا مطلب یہ ہوگا یعنی کہ:

الف) ''اسمبلی'' سے صوبائی اسمبلی سندھ مراد ہے۔

ب) ''حکومت'' سے حکومت سندھ مراد ہے۔

ج) ''حکومتی محکمہ'' سے حکومت کا کوئی محکمہ مراد ہے۔
اور اس میں خود مختار ادارہ، لوکل کونسل اور لوکل اتھارٹی شامل ہیں۔

د) ''ادارہ'' سے سکول، کالج، یونیورسٹی یا کوئی دیگر تعلیمی ادارہ مراد ہے۔

3- صوبائی زبان:

سندھی، صوبہ سندھ کی صوبائی زبان کے طور پر استعمال کی جائے گی۔

4- سندھی کی تدریس:

1- اُن تمام اداروں میں جہاں ایسی کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہاں چوتھی سے بارہوین جماعت تک سندھی اور اُردو لازمی مضامین ہوں گے۔

2- سندھی بطور لازمی مضمون میں سے کم درجے یعنی چوتھی جماعت سے متعارف کرائی جائے گی اور مرحلہ وار جن کی تصریح کی جائے گی۔ بارہویں جماعت تک متعارف کرائی جائے گی۔

5- سندھی کا فروغ:

حکومت سندھی زبان کے فروغ اور ثقافتی ترقی کے لیے اکیڈمیاں اور بورڈ تشکیل دے سکتی ہے۔

6- سندھی کا استعمال:

حکومت آئین کی مقتضیات سے مشروط حکومت کے محکموں اور دفاتر بشمول عدالتیں اور اسمبلی سندھی زبان کے استعمال کے انتظامات کر سکتی ہے۔

7- قواعد بنانے کا اختیار:

1- حکومت قانون ہذا کے مقاصد کے لیے قواعد وضع کر سکتی ہے۔

2- اختیار مذکور کی عمومیت پر اثر انداز ہوتے بغیر قواعد ہذا مندرجہ امور کا اہتمام کریں گے۔

الف) سندھی زبان کا بطور لازمی مضمون مرحلہ وار تعارف

ب) اکیڈمیوں اور بورڈوں کی تشکیل اور قیام اور اُن کے اختیارات و فرائض۔

ج) حکومت کے منجملہ دفاتر، محکموں، اسمبلی، عدالتوں اور اداروں وغیرہ میں سندھی کا استعمال۔

حوالہ جات/حواشی

۱۔ سید ابوظفر ندوی، ''تاریخ سندھ'' ص8

۲۔ ایضاً ص9

۳۔ Proceeding of the first meeting of sub-Continent No.ix on 12 january 1931 in Khuhro, H, 1982, P 336

۴۔ (Cescus 1951: VOL 1, Table2, and 3 District Censes report)

۵۔ قیام مغربی پاکستان ایکٹ 1955ء کے تحت 15 اکتوبر 1955 سے صوبہ سندھ، بلوچستان، بہاولپور، خیر پور، چترال، دیر، سوات اور تمام قبائلی علاقوں کو صوبہ مغربی پاکستان میں شامل کرلیا گیا۔(مقالہ ص174)

۶۔ دیکھیے آڈیٹوریلز، ''مہران'' 30 دسمبر 1956 تا 2 جنوری 1957

7. Tariq Rahman "Language and Politics in Pakistan" Karachi, Oxford university press, 1997, P 116

۸۔ مباحث، صوبائی اسمبلی سندھ 7، جولائی 1972ء، ص53

۹۔ مباحث، صوبائی اسمبلی سندھ، 29 مئی 1974، ص30

۱۰۔ دیکھیے ڈیٹوریلز عبرت (12 مئی 1966)، مہران (16 مئی 1966)، نوائے سندھ، ہلال پاکستان (8 مئی 1966)۔

۱۱۔ Resolution No 7 of 21 August 1970 SU

۱۲۔ مباحث، صوبائی اسمبلی سندھ، 26 جون 1972، ص123

13. Tariq Rahman "Language and Politics in Pakistan" Karachi, Oxford university press, 1997, P124

۱۴۔ اسی طرح کا ایک قانون پنجاب میں بھی منظور ہوا۔ جس کا نام ''قانون ادارہ برائے زبان، آرٹ اور ثقافت پنجاب مصدرہ 2004'' ہے۔ اس قانون کے ذریعے صوبہ پنجاب میں پنجابی زبان کے فروغ اور پنجاب کی ثقافت اور آرٹ کی ترقی اور اجرا کی خاطر ایک ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ یہ ادارہ پنجابی زبان و ثقافت کی ترقی کا ذمی دار ہوگا۔ اور ان سے متعلق تمام پالیسی معاملات پر حکومت کو مشورہ دے گا۔ ادارہ کی مینجمنٹ، کنٹرول اور نگرانی کے لیے ایک بورڈ آف گورنرز ہوگا جس کا چیئرمین وزیراعلی پنجاب ہوگا۔ بورڈ ایک ایگزیکٹو کمیٹی تشکیل دے گا جس کا کنویز ڈائریکٹر جنرل ہوگا۔

اور ان سے متعلق تمام پالیسی معاملات پر حکومت کو مشورہ دے گا۔ ادارہ کی مینجمنٹ، کنٹرول اور نگرانی کے لیے ایک بورڈ آف گورنرز ہوگا جس کا چیئرمین وزیراعلی پنجاب ہوگا۔ بورڈ ایک ایگزیکٹو کمیٹی تشکیل دے گا جس کا کنویز ڈائریکٹر جنرل ہوگا۔

۱۵۔ مباحث، صوبائی اسمبلی سندھ، 7 جولائی 1972ء، ص3

۱۶۔ ایضاً، ص5,6

۱۷۔ ایضاً، ص15,16

۱۸۔ ایضاً، ص10

۱۹۔ 21 مارچ 1948 کو ڈھاکہ میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا: مجھے آپ سے صاف صاف بات کر

لینی چاہیے کہ جہاں تک آپ کی بنگال زبان کا تعلق ہے یہ بات مبنی برحقیقت نہیں کہ اس حوالے آپ کی روزمرہ زندگی کو چھیڑا جائے، یا کوئی رخنہ اندازی کی جائے گی۔ آپ ہی یعنی اس صوبے کے عوام ہی اس صوبے کی زبان کے بارے میں فیصلہ کریں گے لیکن میں آپ کو صاف طور پر بتادوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی۔ اور کوئی دوسری زبان نہیں۔ جو کوئی آپ کو غلط راستے پر ڈالے وہ درحقیقت پاکستان کا دشمن ہے۔ واحد سرکاری زبان کے بغیر کوئی قوم نہ متحد رہ سکتی ہے اور نہ روبہ عمل۔ دوسرے ملکوں کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ پس جہاں تک سرکاری زبان کا تعلق ہے پاکستان کی زبان اردو ہوگی۔ (ڈاکٹر جمیل جالبی، ''قومی زبان اور یکجہتی، نفاذ اور مسائل، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1989ء ص 7,8)

۲۰۔ مباحث، صوبائی اسمبلی سندھ، 7 جولائی 1972ء، ص 15,16

۲۱۔ ایضاً ص 16,17

۲۲۔ ایضاً ص 16-18

۲۳۔ ایضاً ص 36

۲۴۔ ایضاً ص 38

۲۵۔ ایضاً ص 39,40

۲۶۔ ایضاً ص 41

۲۷۔ ایضاً ص 41

۲۸۔ ایضاً ص 42

۲۹۔ ایضاً ص 39,40

۳۰۔ ایضاً ص 50

۳۱۔ ایضاً ص 53

۳۲۔ ایضاً ص 56-60

۳۳۔ ایضاً ص 60-62

۳۴۔ ایضاً ص 63,64

۳۵۔ ایضاً ص 67

۳۶۔ ایضاً ص 74

۳۷۔ ایضاً ص 76,77

۳۸۔ ایضاً ص 78,79

۳۹۔ ایضاً ص 83

۴۰۔ ایضاً ص 86

۴۱۔ ایضاً ص 95

۴۲۔ ایضاً ص 96

۴۳۔ ایضاً ص 98

۴۴۔ ایضاً ص 99

۴۵۔ ایضاً ص 110

۴۶۔ ایضاً ص 112

۴۷۔ ایضاً ص 144